Volume 04, Issue 01,
January-March 2026
PP: 132-141
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

Article QR

اسلام اور عصرِ حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کی ضرورت واہمیت

The Need for Interfaith Harmony in Islam: A Contemporary Perspective

Arslan Shabbeer[1], Dr. Jamil Ahmad Sindhu[2]

Article History

Received
13-03-2026

Accepted
29-03-2026

Published
31-03-2026

Abstract & Indexing

Abstract

The modern era is a time of intellectual, religious, economic, and cultural conflicts. Differences among followers of various religions have led to increasing intolerance, prejudice, and confrontation. In such a tense situation, interfaith harmony is not only a theoretical necessity but also essential for international peace and the survival of humanity. Interfaith harmony refers to a society where people of different beliefs and ideologies can live together with mutual respect, tolerance, patience, and peace. The life of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him), the Mercy for all worlds, is the best example of interfaith harmony. He made agreements with Jews and Christians and granted them religious freedom. The Charter of Madinah is a clear example of this, where people of different religions were included in a single state system, ensuring mutual cooperation, collective defense, and religious freedom. In the present era, the importance of interfaith harmony has further increased because religious differences are often exploited for political and economic purposes, leading to hatred and violence. Islamophobia, the negative role of media, and misunderstandings have further worsened the situation. In such challenging times, interfaith dialogue serves as an effective tool to build trust and promote positive thinking among different religious communities. At the international level, the importance of interfaith harmony has also been recognized. The United Nations and other organizations are promoting dialogue and cooperation among religions to ensure global peace. Education, media, diplomacy, and economic activities also play a significant role in fostering religious harmony and tolerance. In conclusion, interfaith harmony is the most important need of our time, as it unites humanity, establishes peace, and ensures a better future.

Keywords:

Interfaith Harmony, Religious Tolerance, Peaceful Coexistence, Islamic Teachings, Interfaith Dialogue, Global Peace.

[1] *Ph.D Scholar, National College of Business Administration & Economics Lahore (AlHamra University) Sub Campus Bahawalpur.* arslanshabir445@gmail.com ***Corresponding Author**
[2] *Assistant Professor, National College of Business Administration & Economics Lahore (AlHamra University) Sub Campus Bahawalpur.* jamilsandhu72@gmail.com

All Rights Reserved © 2026 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تمہید:

ابن آدم نے جب جنگلوں سے نکل کر مہذب اندازِ زندگی اپنایا اور مختلف مذاہب کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر اپنا لیا تو ایسے میں سب نے اپنے اپنے نظریات و عقائد اور عبادات کے طریقے اختیار کر لیے۔ اپنے اپنے مختلف نظریات و عقائد کی وجہ سے مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے مابین باہمی تصادم، نفرت اور مذہبی تعصب نے جنم لیا۔ عصرِ حاضر شدید فکری، مذہبی، تہذیبی، معاشی و معاشرتی، ثقافتی، ملکی اور لسانی کشمکش کا دور ہے۔ اس دور میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی منافرت، تعصب، تناؤ، بداعتمادی، تصادم اور دہشتگردی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بڑھتی ہوئی مذہبی شدت پسندی، عدم برداشت اور دہشتگردانہ کاروائیوں نے انسانیت کے امن اور بقاء کو خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔

اس پُر فتن دور میں بین المذاہب ہم آہنگی نہ صرف نظریاتی ضرورت ہے، بلکہ موجودہ عالمِ دنیا کی بقاء کی بھی ضامن ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی کو پروان چڑھانے کی سوچ مختلف مذاہب اور اختلافات کے باوجود امن، رواداری، احترامِ انسانیت اور بقائے انسانیت کو فروغ دیتی ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی ایک ایسی فکری سوچ، عمل اور معاشی و معاشرتی اصول ہے جو مذہبی اختلافات کے باوجود انسانیت کو محبت اور احترام کے رشتہ میں جوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے ذریعے سے معاشرے میں اخوت و رواداری پیدا ہوتی ہے۔ اجتماعی ترقی، ثقافتی تبادلہ اور بین الاقوامی سطح پر امن کو بھی فروغ ملتا ہے۔ موجودہ دور میں جہاں مذہبی شناخت کو نفرت کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، وہیں بین المذاہب ہم آہنگی کی فضاء پیدا کرنا اور امن و رواداری کو فروغ دینا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

اسلام ایک جامع اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام زندگی کے تمام شعبہ ہائے جات کے لئے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے بنیادی اصولوں میں امن، عدل، رواداری، برداشت، عفو و درگزر، صلہ رحمی اور احترامِ انسانیت شامل ہیں۔ اسلام صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی باہمی تعلقات کو منظم نہیں کرتا، بلکہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے ایک واضح، جامع اور متوازن نقطۂ نظر پیش کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بین المذاہب ہم آہنگی کا نظریہ اسلام میں کوئی نیا یا خارجی تصور نہیں ہے، بلکہ یہ اسلامی تعلیمات کا ایک لازمی اور بنیادی حصہ ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی کی جڑیں قرآن و سنت کی تعلیمات سے پیوستہ ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اس لحاظ سے وہ ایک ہی انسانی خاندان کا حصہ ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے بنی نوع انسان کے درمیان باہمی احترام اور انسانی مساوات کا درس دیا ہے۔ اسلام میں مختلف مذاہب اور عقائد و نظریات رکھنے والے لوگ اپنی اپنی مذہبی شناخت برقرار رکھتے ہوئے ایک پُر امن، باعزت اور باہمی تعاون پر مبنی معاشرے میں رہ سکتے ہیں۔ اسلام کا یہی نظریہ بین المذاہب ہم آہنگی کی بنیادی روح کو واضح کرتا ہے۔

اسلام نے اپنے ابتدائی دور میں اس بات کو عملی طور پر ثابت کیا کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ پُر امن بقائے باہمی ممکن ہے۔ رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ایسی کئی واضح مثالیں موجود ہیں، جہاں یہود، عیسائی اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ معاہدات، تجارتی اور معاشی و معاشرتی تعلقات قائم کیے گئے۔ میثاقِ مدینہ بین المذاہب ہم آہنگی کے نظریہ کی روشن دلیل ہے، جس میں مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگوں کو ایک مشترکہ ریاستی ڈھانچے میں شامل کیا گیا۔ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو مذہبی آزادی اور بنیادی انسانی حقوق فراہم کیے گئے۔ میثاقِ مدینہ نے یہ اصول وضع کر دیئے کہ ایک اسلامی معاشرہ غیر مسلموں کے ساتھ عدل، رواداری اور باہمی تعاون کے اصولوں پر قائم رہ سکتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ اور یہود مدینہ کے درمیان جو میثاق مدینہ کی شرائط طے پائیں وہ بھی اسی بین المذاہب ہم آہنگی کی طرف اشارہ کرتی ہیں"۔ [1]

(الف) یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

(ب) یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

(ج) یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

(د) اگر مدینہ پر حملہ ہوگا تو دونوں فریق ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے۔

قرآن مجید بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ دین کے معاملے میں کسی قسم کا جبر اور زبردستی نہیں ہے۔ ہر فرد کو اپنے عقیدہ کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ [2]

دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔

قرآن مجید میں متعدد بار اہلِ کتاب کے ساتھ حسن سلوک، انصاف اور نرم رویہ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن مجید کی یہ تعلیمات اس بات کی شاہد ہیں کہ اسلام اختلافِ رائے اور اختلافِ مذہب کو دشمنی کا سبب قرار نہیں دیتا ہے، بلکہ اس اختلاف کو ایک فکری حقیقت تسلیم کرکے اس کے ساتھ پُرامن زندگی گزارنے کا راستہ دکھاتا ہے۔

اسلام میں بین المذاہب ہم آہنگی ایک فکری، اخلاقی اور عملی نظام کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام کا یہ نقطۂ نظر انسانیت کو جوڑنے، نفرتوں کو کم کرنے اور امن و آشتی کو فروغ دینے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ نظریہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک زندگی گزارنے کا رہنما اصول، تہذیبی اور سماجی نظام ہے۔ اسلام کا پیغام بنی نوع انسان کے لئے خیر، امن، فلاح اور بقائے باہمی کو فروغ دینا ہے۔

بین المذاہب ہم آہنگی کا مفہوم:

لفظ "بین المذاہب" دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ "بین" یعنی درمیان اور "مذاہب" یعنی ادیان (Religions) ہے۔ "ہم آہنگی" سے مراد ہم خیال، ہم فکر اور ہم مزاج ہونا ہے۔ ایسے میں بین المذاہب ہم آہنگی کی تعریف کرتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں۔

" ایسا معاشرہ جہاں مختلف مذاہب کے پیروکار لوگ اپنے مذہبی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر باہمی محبت و احترام، صبر و تحمل، برداشت، رواداری اور پُرامن بقائے باہمی کے اصولوں کو اپناتے ہوئے اپنی زندگی بسر کریں"

یہاں یہ بات قابلِ وضاحت ہے کہ ہم آہنگی کا مطلب تمام مذاہب کو یکساں یا صحیح قرار دینا نہیں، بلکہ اختلاف عقیدہ وعبادات اور نظریات ہونے کے باوجود ایک پُرامن اور احترام انسانیت پر مشتمل معاشرہ کی داغ بیل ڈالنا ہے۔

پروفیسر پیٹر بیئر (Prof. Peter Beyer) لکھتا ہے:

> "Interfaith harmony is not the abolition of religious difference, but the creation of a shared civic space where mutual respect and cooperative coexistence are natured"[3]

بین المذاہب ہم آہنگی کی عصر حاضر میں ضرورت واہمیت:

عصرِ حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے انسان کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچادیا ہے۔ دورِ جدید میں انسان نے دیگر سیاروں تک رسائی کو اپنا حصول بنالیا ہے۔ آئے روز نئی نئی دریافتیں اور ایجادات سامنے آرہی ہیں۔ انٹرنیٹ اور آرٹیفشل انٹیلیجنس نے سائنس کی دنیا میں انقلاب برپا کردیا ہے۔ عالمی سطح پر انسان کو قریب کردیا ہے۔ ایسی صورتحال میں مذہبی، لسانی، قومی، ملکی اور ثقافتی اختلافات کی بناء پر نفرت اور تصادم کی نئی صورتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ انسان کے مابین مختلف مذہبی اختلافات موجود رہے ہیں اور یہ اختلاف ایک قدرتی امر ہے۔ عصر حاضر میں اس اختلاف کو مذہبی منافرت، تعصب، دشمنی، شدت پسندی اور بداعتمادی میں بدلنے سے روکنا سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر ہم عصر حاضر کے تنازعات پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ بہت سے بین الاقوامی بحران مذہبی بنیادوں، عدم برداشت اور غلط فہمیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں۔

دورِ حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کی ضرورت واہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے، کیونکہ دنیا کے مختلف حصوں میں مذہبی بنیادوں پر تنازعات اور کشیدگیاں بڑھ رہی ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں مذہبی اختلافات کو اکثر سیاسی اور معاشی و معاشرتی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے نفرت، تعصب، عداوت اور تشدد کو فروغ مل رہا ہے۔ اس کٹھن صورتحال میں بین المذاہب ہم آہنگی وقت کی ایک ناگزیر ضرورت بن گئی ہے، تاکہ ان تنازعات کو مستقبل میں کم کیا جاسکے اور مختلف مذاہب کے مابین احترام اور اعتماد کی فضاء قائم ہو۔

اگر ہم اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو بین المذاہب ہم آہنگی کی اہمیت مزید واضح ہوجاتی ہے۔ اسلام بنی نوع انسان کو ایک وحدت کے طور پر دیکھتا ہے۔ اسلام تمام انسانوں کے درمیان عدل، مساوات اور باہمی احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں اور ہر فرد کو اپنے عقیدہ کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت ہے۔ اس اصول کی روشنی میں اسلام ایک معاشرے کا خواہاں ہے، جہاں مختلف مذاہب کے لوگ امن وآشتی اور سکون سے زندگی گزار سکیں۔

عہدِ حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کی ایک اور بڑی وجہ اسلاموفوبیا کا بڑھتا ہوا رجحان ہے۔ مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پائی جانے والی غلط معلومات اور غلط فہمیاں نفرت اور مذہبی منافرت کو ہوا دے رہی ہیں۔ ان غلط فہمیوں کو میڈیا، سیاسی بیانیے اور بعض واقعات کی یک طرفہ تشریح نے مزید بڑھادیا ہے۔ اس صورتحال نے نہ صرف مسلمانوں کو مشکل سے دوچار کردیا ہے، بلکہ عالمی سطح پر کشیدگی اور پُرامن بقائے باہمی کو بھی شدید خطرات لاحق ہیں۔ ایسے کشیدہ حالات میں بین المذاہب مکالمہ ایک دوسرے کو مؤقف کو سمجھنے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

بین المذاہب ہم آہنگی کسی بھی معاشرے کے استحکام اور بقاء کے لئے انتہائی اہم ہے۔ کسی بھی معاشرے میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہوسکتا، جب تک اس معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے باہمی تعاون اور احترام کا رویہ اختیار نہ کریں۔ احترامِ انسانیت، خدمتِ خلق اور مذہبی ہم آہنگی ورواداری سے ہی ایک مضبوط، خوشحال اور پُرامن معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بین المذاہب ہم آہنگی کی ضرورت واہمیت کو عالمی سطح پر بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ مختلف بین الاقوامی ادارے اور تنظیمیں اس بات پر زور دیتی ہیں کہ عالمی امن کے قیام کے لئے مذاہب کے مابین مکالمہ اور تعاون ضروری ہے۔ اقوامِ متحدہ نے مختلف مواقع پر بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے کئی اقدامات کیے ہیں۔

United Nations Alliance of Civilization (UNAOC) کا قیام:

UNAOC کا قیام 2005ء میں اسپین اور ترکی کے اشتراک سے اس وقت کے جنرل سیکرٹری کوفی عنان کی سرپرستی میں عمل میں لایا گیا۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد مغربی اور مسلم دنیا کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنا اور تعاون بڑھانا ہے۔ اس کے علاوہ UNAOC کے قیام کا مقصد مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان مکالمہ، رواداری اور تعاون کو فروغ دینا ہے۔ [4]

ابوظہبی کا Document on Human Fraternity (2019)

اسلام اور عیسائیت کے درمیان برداشت اور انسانی مساوات کو عالمی ایجنڈہ بنانے اور فروغ دینے کے لئے پوپ فرانس اور شیخ الازہر احمد الطیب کے درمیان 2019ء میں ایک معاہدہ Document on Human Fraternity کے نام سے عمل میں لایا گیا۔ [5]

عہدِ حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کی ضرورت و اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ یہ نہ صرف سماجی اور سیاسی سطح پر، بلکہ اخلاقی سطح پر بھی ایک اہم قدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ مذہبی ہم آہنگی ورواداری نہ صرف مذہبی کشیدگی کو کم کرتی ہے، بلکہ عالمی امن، سماجی استحکام اور بقائے انسانیت کی ضامن ہے۔ اگر مختلف مذاہب کے پیروکار ایک دوسرے کے ساتھ مکالمہ، باہمی تعاون اور احترام انسانیت کو فروغ دیں تو ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے جہاں باہمی اختلافات کے باوجود امن و آشتی اور مذہبی ہم آہنگی ورواداری موجود ہو۔

قرآن کی روشنی میں بین المذاہب ہم آہنگی:

اسلام ایک فطری دین ہے۔ دینِ اسلام درحقیقت عالمگیر مذہب ہے، جو قیامت تک کے آنے والے تمام انسانوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ اب قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کی دنیاوی واخروی فلاح و نجات کا پیغام قرآنی تعلیمات میں پوشیدہ ہے۔ قرآن مجید اسلامی تعلیمات کا بنیادی ماخذ ہے۔ قرآن مجید نے انسانیت، عدل و انصاف اور رواداری جیسے اخلاقِ حسنہ کی بنیاد پر معاشرے کی داغ بیل ڈالی۔ قرآن مجید کا مخاطب صرف مسلمان نہیں، بلکہ یاایھاالناس اے لوگو! جس سے مراد پوری انسانیت ہے پکار کر دعوتِ حق وفکر دی گئی۔ بین المذاہب ہم آہنگی کا تصور قرآن مجید کے بنیادی پیغام کی عکاسی کرتا ہے۔ قرآن مجید نے مختلف مذاہب اور اقوام کے ساتھ حسنِ سلوک، عدل وانصاف، رواداری، اخوت، صلہ رحمی اور مکالمے کی دعوت دی ہے۔

مذاہب کے درمیان اختلاف (ایک فطری حقیقت):

ذاتِ باری تعالیٰ کی تلاش انسان کے اندر ایک فطری تقاضا ہے۔ اس فطری عمل کی وجہ سے انسان نے اپنے آغاز وارتقاء کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مبارکہ کو پانے کے لئے مختلف مذاہب وعقائد اور نظریات کا سہارا لیا۔ اس لیے مذہب انسانی معاشرے کے آغاز سے ہی ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ مختلف ادوار میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان نے اپنے حالات وواقعات اور ضروریات کے تحت عقائد و نظریات اور مذاہب کے تصور کو اختیار کیا۔ جب انسان کے درمیان زبان، ماحول، حالات، ثقافت اور فکری سوچ میں فرق ممکن ہے، تو ایسے حالات میں عقائد اور مذاہب کے مابین اختلاف ایک فطری، الہامی اور تاریخی حقیقت بن جاتا ہے۔ اس وقت اختلاف کو باہمی نفرت، تعصب اور تصادم کا ذریعہ بنانے کی بجائے صبر و تحمل، برداشت، عفوو درگزر، صلہ رحمی اور رواداری کے سنہری اُصولوں کو اپنا کر بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اسلام نے ہمیشہ اختلافِ رائے کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے عدل واحترام اور مکالمے کے ساتھ حل کرنے کی دعوت دی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ وَجَٰدِلْهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ [6]

اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور ان سے بحث کرو اس طریقے سے جو بہتر ہو

سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں بین المذاہب ہم آہنگی:

انسانی تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ مختلف مذاہب، ممالک، اقوام، تہذیبوں، ثقافتوں اور معاشروں کے درمیان باہمی اختلافات ہمیشہ سے موجود رہے ہیں۔ یہ اختلافات عقائد، عبادات، نظریات، رسم ورواج اور زندگی گزارنے کے اصولوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہاں پر اختلاف ایک فطری عمل ہے، جبکہ بین المذاہب ہم آہنگی انسانیت کی بقاء وضرورت اور فلاح کی ضامن ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ اس حوالے سے بہترین عملی مثال ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری، صلہ رحمی، عفو ودرگزر، حسنِ سلوک، صبر وتحمل، ہمدردی، خدمتِ خلق، برداشت اور عدل وانصاف کے اصولوں سے مزین تھی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم اقوام کے ساتھ بھی ایسے معاہدے اور تعلقات استوار کیے جو انسانی حقوق، مذہبی آزادی، رواداری اور باہمی تعاون کے سنہری اصولوں پر مبنی تھے۔

آپ ﷺ کی تعلیمات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ پُرامن اور خوشگوار تعلقات قائم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ ظلم وتشدد اور انتشار میں ملوث نہ ہوں۔

ارشادِ ربانی ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ "[7]

"اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"

اللہ تعالیٰ نے درج بالا آیت میں فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی رحمت تمام جہانوں کے لئے ہے۔ یہاں پر جہانوں سے مراد عالمِ کائنات اور عالمِ بالا ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں، بلکہ بنی نوع انسانیت کے لئے رحمت تھی، آج تک رحمت ہے اور تا قیامت باعثِ رحمت رہے گی۔

سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں بین المذاہب ہم آہنگی ایک سیاسی ضرورت نہیں، بلکہ یہ ہر دور کے لئے معاشی ومعاشرتی ضرورت ہے آپ ﷺ کے مثالی اقدامات اس بات کے شاہد ہیں کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ اخوت، رواداری، امن وآشتی، عدل وانصاف اور احترامِ انسانیت پر مبنی تعلقات ایک مثالی معاشرے کی بنیاد ہیں۔

مکی دور میں بین المذاہب ہم آہنگی:

اسلام کے ابتدائی 13 سال جنہیں مکی دور کہا جاتا ہے یہ دینِ اسلام کی دعوت وتبلیغ کے ابتدائی مراحل تھے۔ مشرکین وکفارِ مکہ نے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے ساتھیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے لوگوں کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں، مگر وہ لوگ ثابت قدم رہے اور استقامت وبہادری کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ مشرکین مکہ کا سماجی قطع تعلق جس میں آپ ﷺ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ یہ وقت انتہائی کٹھن، تکلیف دہ اور دردناک تھا، مگر آپ ﷺ نے صبر وتحمل کی اعلیٰ مثال قائم کی اور کبھی اپنے مخالفین کے لئے بددعا نہ فرمائی۔

سماجی قطع تعلق کے تین سال بعد بھی مشرکین مکہ کی طرف سے ظلم وستم کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ اس سب کے باوجود آپ ﷺ نے کسی بھی غیر مسلم گروہ کے ساتھ انتقامی رویہ اختیار نہیں کیا تھا، بلکہ ان کے ساتھ صداقت وامانت اور حسن سلوک کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

"ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ"[8]

برائی کو اس طریقہ سے ختم کرو جو بہترین ہو۔

مکہ مکرمہ میں جب ظلم حد سے بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ طرف ہجرت کا حکم دیا۔ وہاں ایک عیسائی بادشاہ نجاشی حکومت کرتا تھا جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"اذْهَبُوا إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ"[9]

ملک حبشہ کی طرف جاؤ وہاں ایک بادشاہ ہے جس کے ملک میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔

ہجرت حبشہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے مذہب کو بنیاد بنانے کی بجائے، بحیثیت انسانیت انصاف پسند حکمرانوں سے تعلقات استوار کرنے اور پُر امن طریقے سے پناہ لینے کو نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ قرار دیا ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ:

"عیسائی اور یہودی جو چیزیں تحفہ بھیجتے، آپ ﷺ انہیں قبول فرمالیتے اور خود بھی ان کے لئے تحفے ارسال فرماتے"[10]

حضور نبی اکرم ﷺ کا عیسائیوں اور یہودیوں کے بھیجے ہوئے تحائف قبول کرنا اور اپنی طرف سے ان کے لئے تحائف بھیجنا یہ بین المذاہب ہم آہنگی کی ایک بہت بڑی عملی مثال اور روزِ روشن کی طرح عیاں دلیل ہے۔

مدنی دور میں بین المذاہب تعلقات:

ہجرت مدینہ تاریخ اسلام میں ایک ایسا موڑ ہے، جس نے مسلمانوں کے مذہبی اور سماجی ڈھانچے کو نئی جہت دی۔ آپ ﷺ نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو محض یہ جغرافیائی تبدیلی نہیں تھی، بلکہ ایک نئے معاشی و معاشرتی، مذہبی اور سیاسی نظام کی بنیاد رکھنے کا باقاعدہ آغاز تھا۔ آپ ﷺ نے جس وقت ہجرت فرمائی، مدینہ اس وقت یثرب کے نام سے جانا جاتا تھا۔ وہاں اس وقت اوس اور خزرج دو بڑے قبائل آباد تھے۔ ان کے علاوہ یہود قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ آباد تھے۔

میثاقِ مدینہ کا پسِ منظر:

مدینہ کی آبادی مختلف مذاہب کے پیروکاروں اور قبائل پر مشتمل تھی۔ ان قبائل کے درمیان پرانی دشمنیاں، قبائلی جنگیں، قتل و غارت، حسد، بغض و عناد اور باہمی بد اعتمادی پائی جاتی تھی۔ ایسے پُر تشدد حالات میں امن قائم کرنا اور سب قبائل کو ایک منظم سیاسی ڈھانچے میں شامل کرنا انتہائی ضروری تھا۔ آپ ﷺ نے دیگر مذاہب اور قبائل کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا جو تاریخ میں "میثاقِ مدینہ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ معاہدہ ایک کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی قبائلانہ نظام میں مشترکہ آئین کی بنیاد تھا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف مذہبی رواداری کو فروغ دیا، بلکہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے جذبات کا بھی احترام کیا۔ اس کی مثال میثاقِ مدینہ ہے۔

یہ ایک بنیادی آئینی معاہدہ تھا جس میں مسلمانوں، یہودیوں اور مشرک قبائل کو ایک ہی سیاسی یونٹ کے طور پر شامل کیا گیا اور سب کو مذہبی آزادی دی گئی۔

"عبد اللہ بن ابی منافقوں کا سردار اور مسلمانوں کا سب سے بڑا مخالف اور دشمن تھا مگر آپ ﷺ نے اس کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی"[11]

عصرِ حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لئے عملی اقدامات:

معاشی سر گرمیاں:

موجودہ ترقی یافتہ دور میں مذہبی رواداری کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ عالمی سرمایہ کاری، سیاحت اور بین الاقوامی تجارت کو بڑھانے کے لئے پُر امن معاشرہ انتہائی ضروری ہے۔ ایسے ممالک جہاں مذہبی بنیاد پر تعصب تشدد یا خانہ جنگی موجود ہو، وہاں سرمایہ کار خوف زدہ رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معاشرتی سر گرمیاں ماند پڑ جاتی ہیں اور وہ ملک ترقی و خوشحالی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس کے بر عکس جس ملک میں مذہبی رواداری اور امن موجود ہو وہ ملک معاشی و معاشرتی ترقی میں بہت آگے چلا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں متحدہ عرب امارات، سنگاپور اور ملائیشیا جیسے ممالک اس بات کی مثال ہیں کہ کس طرح بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیکر معاشی ترقی و خوشحالی حاصل کی جاسکتی ہے۔

سفارتکاری / مذہبی مکالمہ کی اہمیت:

موجودہ دور میں مذہبی ہم آہنگی کا ایک اہم رخ بین الاقوامی تعلقات ہیں۔ عہدِ حاضر میں سفارتکاری صرف حکومتی سطح پر نہیں بلکہ عوامی اور ثقافتی سطح پر بھی کی جاتی ہے۔ ایسے میں مختلف مذاہب کے مابین برداشت اور رواداری کی فضاء قائم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

مذہبی مکالمہ مختلف مذاہب، اقوام اور معاشروں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنے اور مذہبی رواداری کو فروغ دینے میں اہم ذریعہ ہے۔ جب مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے سے ملاقات، مکالمہ اور مشترکہ فلاحی منصوبے شروع کرتے ہیں تو اس کا عوامی رویوں پر بھی مثبت اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اس عمل سے نہ صرف مذہبی تنازعات میں کمی واقع ہوتی ہے، بلکہ عالمی سطح پر امن و آشتی کے لئے موزوں فضاء بھی قائم ہوتی ہے۔

میڈیا اور سوشل میڈیا:

عصرِ حاضر میں میڈیا اور سوشل میڈیا نے بین المذاہب ہم آہنگی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ موجودہ دور میں اگر میڈیا مثبت کردار ادا کرے تو محبت، رواداری، احترام انسانیت کو فروغ اور غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ اس امر کے لئے ضروری ہے کہ صحافی، رائٹرز اور سوشل میڈیا صارفین ذمہ دارانہ انداز اپناتے ہوئے ایسے مواد کو فروغ دیں جو بین المذاہب ہم آہنگی کو پروان چڑھانے کا باعث بنے۔

نوجوان نسل کی تعلیم وتربیت:

بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لئے نوجوان نسل کی تعلیم وتربیت کا کلیدی کردار ہے۔ تعلیمی ادارے وہ مراکز ہیں جو مستقبل کے رہنما تیار کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے سلیبس میں بین المذاہب ہم آہنگی، صبر، برداشت، رواداری اور امن کے رہنما اصولوں کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ نیز طلباء کو مذہبی ہم آہنگی کے سیمینارز بھی کروائے جائیں۔ اس طرح ہم آنے والی نوجوان نسل میں رواداری، برداشت، صبر و تحمل اور مذہبی ہم آہنگی جیسی مثبت سوچ پیدا کر سکتے ہیں۔ اس کے معاشرے پر مثبت اور دیرپا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

مہاجرین کے مسائل:

آج کے دور میں بڑھتی ہوئی ہجرت اور مہاجرین کے مسائل نے بین المذاہب ہم آہنگی کی فضاء کو لازمی بنا دیا ہے۔ دورِ حاضر میں خانہ جنگی، دہشت گردی اور قحط یا معاشی بحران سے تنگ لاکھوں لوگ ہجرت مکانی پر مجبور ہیں۔ یہ سب لوگ مختلف مذہبی، سیاسی، ثقافتی اور نظریاتی پس منظر رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے میزبان ممالک میں مذہبی تناؤ اور کشیدگی دیکھنے میں آرہی ہے۔ ایسے حالات میں بین المذاہب ہم آہنگی باہمی احترام اور برداشت کو فروغ دینا پر امن معاشرے کے لئے ناگزیر ہے۔

موجودہ چیلنجز کا سامنا:

عہدِ حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینا نہ صرف ایک اخلاقی فریضہ ہے، بلکہ انسانی بقاء کے لئے بھی ناگزیر ہے۔ دنیا کے موجودہ چیلنجز جیسا کہ غربت، دہشت گردی، موسمی حالات اور عالمی وبائیں کسی ایک ملک، قوم یا مذہب تک محدود نہیں ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر تمام بنی نوع انسان ایسی صورتحال سے دوچار ہیں۔ ان مسائل کا سامنا کسی ایک ملک یا قوم کی کاوشوں سے ممکن نہیں ہے۔ اس کے لئے تمام عالم کے مشترکہ تعاون اور کوششوں کی ضرورت ہے۔ اس عالمی مقصد کے حصول کے لئے مل کر کام کرنا، باہمی مضبوط روابط اور احترام انسانیت انتہائی ضروری ہے۔ اگر ہم آج کے دور میں یہ رویہ اپنانے میں ناکام رہے تو آنیوالی نسلیں مزید تنازعات، نفرت اور تباہی کے بوجھ تلے دب کر رہ جائیں گی۔ اگر آج ہم بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے میں کامیاب ہوگئے تو نہ صرف ہمارا حال بلکہ آنے والی نسلوں کا بھی مستقبل مضبوط، روشن، پُر امن اور خوشحال ہو گا۔

خلاصۂ بحث:

عصرِ حاضر فکری، مذہبی، معاشی اور تہذیبی کشمکش کا دور ہے۔ جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان عدم برداشت، تعصب اور تصادم میں اضافہ دیکھنے میں آرہاہے۔ اس کشیدہ صورتحال میں بین المذاہب ہم آہنگی نہ صرف ایک نظریاتی ضرورت ہے، بلکہ بین الاقوامی امن اور بقائے انسانیت کے لیے ازحد ضروری ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی سے مراد ایسا معاشرہ ہے جہاں مختلف عقائد و نظریات کے لوگ باہمی احترام، رواداری، برداشت اور امن کے ساتھ زندگی بسر کرسکیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور دین فطرت ہے۔ اسلام میں بین المذاہب ہم آہنگی کوئی نیا تصور نہیں بلکہ قرآن وسنت کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہے۔ قرآن مجید بنی نوع انسان کو ایک خاندان قرار دیتا ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ مختلف مذاہب کے پیروکار لوگ مذہبی ہم آہنگی ورواداری اور باہمی تعاون کے ساتھ زندگی بسر کرسکیں۔

رحمت للعالمین خاتم النبیین حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ بین المذاہب ہم آہنگی کی بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ معاہدات کیے اور انہیں مذہبی آزادی دی۔ میثاقِ مدینہ اس کی روشن مثال ہے، جس میں مختلف مذاہب کے لوگوں کو ایک ریاستی نظام میں شامل کرکے باہمی تعاون، دفاع اور مذہبی آزادی کے اصول طے کیے گئے۔

دورِ حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ مذہبی اختلافات کو اکثر سیاسی اور معاشی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جس سے مذہبی منافرت اور تشدد کو فروغ ملتا ہے۔ اسلاموفوبیا، میڈیا کے منفی کردار اور غلط فہمیوں نے بھی حالات کو مزید بگاڑ دیا ہے۔ ایسے پُرفتن دور میں بین المذاہب مکالمہ ایک مؤثر ذریعہ ہے جو مختلف مذاہب کے درمیان اعتماد اور مثبت سوچ کو فروغ دیتا ہے۔

بین الاقوامی سطح پر بھی بین المذاہب ہم آہنگی کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اقوامِ متحدہ اور دیگر ادارے مذاہب کے درمیان مکالمے اور تعاون کو فروغ دے رہے ہیں، تاکہ عالمی امن کو یقینی بنایا جاسکے۔ تعلیم، میڈیا، سفارتکاری اور معاشی سرگرمیاں بھی مذہبی ہم آہنگی ورواداری کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

بین المذاہب ہم آہنگی عالمی سطح پر امن، رواداری اور انسانی بقاء کی ضامن ہے۔ اگر مختلف مذاہب کے لوگ باہمی احترام، مکالمہ اور تعاون کو فروغ دیں تو ایک پُرامن اور متوازن معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ بصورت دیگر نفرت، تعصب، دہشتگردی اور تصادم آئندہ نسلوں کے لیے خطرناک ثابت ہوں گے۔ نتیجتاً بین المذاہب ہم آہنگی وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے جو انسانیت کو جوڑنے، امن قائم کرنے اور ایک بہتر مستقبل کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔

حوالہ جات:

1 شبلی، علامہ نعمانی، **الفاروق**، (لٹل سٹار پرنٹرز)، ص184-

2 سورۃ لبقرۃ256:02-

3 Beyer, Peter, Religion and Globalization, Rout ledge, 2006.

4 United Nations, History of the United Nations Alliance of Civilizations, 2005.

5 Document on Human Fraternity for world peace and living together Abu Dhabi, 4 February 2019.

6 سورۃ النحل125:16-

7 سورۃ الانبیاء107:21-

8 سورۃ المؤمنون96:23-

9 شیخ، ناصر الدین البانی، **سلسلہ احادیث صحیحہ**، مترجم ابو میمون محفوظ احمد اعوان، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ) ح4143-

10 معاویہ، مولانا محمد ہارون، **رسول اکرم ﷺ کے مثالی اخلاق**، (کراچی: قدیمی کتب خانہ، 2010ء)، ص16-

11 ایضاً، ص122-